Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Prophetic Methods of Religious Preaching: A Study of the Prophetic Insight

دعوتِ دین کے نبوی اسالیب: پیغمبرانہ بصیرت کا مطالعہ

Authors Details

1. **Asifa Habib** (Corresponding Author)
   MS Scholar, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur, Punjab, Pakistan.
   Email: **asifahabib9876@gmail.com**
2. **Dr. Sadia Noreen**
   Lecturer, Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur, Punjab, Pakistan.

Citation

Habib, Asifa, and Dr. Sadia Noreen." Islamic Economic Principles and Modern Economic Principles: A Comparative Study."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 568−584.

Submission Timeline

Received: Jan 09, 2025
Revised: Jan 21, 2025
Accepted: Feb 08, 2025
Published Online: Feb 22, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Prophetic Methods of Religious Preaching: A Study of the Prophetic Insight

دعوتِ دین کے نبوی اسالیب:پیغمبرانہ بصیرت کا مطالعہ

☆ آصفہ حبیب ☆ ڈاکٹر سعدیہ نورین

Abstract

The prophetic mission of the Holy Prophet Muhammad ﷺ was not only to deliver the final revelation but also to guide humanity through practical and timeless methods of communication and reform. The Qur'ān refers to the Prophet ﷺ as a "warner," a "bringer of glad tidings," and a "caller towards Allah," indicating a multifaceted approach to preaching (daʿwah). This research explores the Prophetic methods employed in the preaching of Islam, focusing on the psychological, social, and intellectual dimensions of human nature. Drawing upon key episodes from the Sīrah (Prophetic biography), this study examines how the Prophet ﷺ conveyed the message of Islam through wisdom (ḥikmah), patience (ṣabr), dialogue (ḥiwār), and contextual understanding of his audience. From private invitations in Makkah to public preaching in Madīnah, from addressing individuals to communities, the Prophet's ﷺ method was rooted in compassion, strategic insight, and spiritual clarity. The study also explores how the Prophet ﷺ addressed various categories of people—idolaters, Jews, Christians, hypocrites, and sincere seekers—with tailored messages that considered their psychological states and cultural backgrounds. This paper highlights the relevance and applicability of the Prophetic methodology in contemporary Islamic preaching efforts, particularly in pluralistic societies. Ultimately, it underscores the need to revive these time-tested principles in daʿwah work, ensuring that Islamic preaching remains effective, ethical, and compassionate in the modern world.

Keywords: Prophetic Daʿwah, Islamic Preaching, Sīrah, Psychological Insight, Communication Strategies

تعارف موضوع

اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے نہ صرف عالمگیر سطح پر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے اسالیب دعوت کا حکم دیا ہے۔ دعوت دین کا کام اس وقت سے زمین پر جاری وساری ہے جب سے انسان یہاں پر آباد ہیں۔انبیاء اور رسل اللہ کا بنیادی فریضہ لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دینا ہے۔یہ دعوت کس انداز میں دینی چاہیی ؟اس کا سلوب، انداز اور طریقہ کار کیا ہونا چاہیے ؟اس حوالے سے ہمیں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ سے مکمل رہنمائی ملتی ہے۔اسلام کی نشرواشاعت کا انحصار فقط اسالیب دعوت پر ہے۔نہ اس میں جبر واکرہ کا پہلو ہے نہ ہی کسی قسم کی رشوت، نہ دنیاوی لالچ اور نہ خوف وہراس۔لہذا اسالیب دعوت کا جاننا مبلغ کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ اس کے بغیر دعوت دین کا کام ضرررساں ثابت ہو سکتاہے۔حکمت کی عملی تصویر نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے حاصل ہوتی ہے۔جس کا تذکرہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بخوبی ارشاد فرمایا

☆ ایم ایس اسکالر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاولپور، پنجاب، پاکستان۔

☆ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی، بہاولپور، پنجاب، پاکستان۔

ہے۔ دعوت دین کا یہ وہ اسلوب ہے جو اللہ تعالی نے براہ راست نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو سکھایا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ کو ان ہی متعدد اسالیب دعوت کی تعلیم وتربیت سے روشناس کروایا اور پھر صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ہدایات اور طریقہ وطرز کو مد نظر رکھا۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ۔"[1]

"اللہ تعالی کشادگی والا اور جاننے والا ہے اللہ حکمت ودانائی دیتا ہے جسے چاہے اور جسے چاہے ح بھلائی یعنی (علم) دیتا ہے اور نصیحت ہے امیں عقل والوں کے لیے۔"

ارشاد ربانی ہے:

"لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔"[2]

"بے شک اللہ کا بہت بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی کا شکار تھے۔"

قرآنی اسالیب دعوت کی عملی تفسیر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذات ہے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ تمام انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ خاتم النبیین حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں چند اسالیب دعوت درج ذیل ہیں:

1. غیر مسلموں کی دعوت کے تقاضے (مشترکہ امور کی بناء پر دعوت)
2. عملی تربیت وتطبیق کے ذریعے
3. تحریر کے ذریعے
4. مدعو قوم کی نفسیات، نظریات اور رجانات سمجھنے کی ضرورت
5. اصول تدریج کی تلقین / دین کا جامع تصور پیش کرنا
6. رفق ونرمی کی تلقین
7. اخلاق حسنہ
8. اسالیب دعوت کا بنیادی اصول (براہ راست تبادلہ خیال)
9. عاجزی اختیار کرنا اور لوگوں سے مل جل کر رہنا
10. صبر وبردباری
11. موقع محل کی مناسبت سے استدلال

1. غیر مسلموں کی دعوت کے تقاضے (مشترکہ امور کی بناء پر)

خاتم النبیین حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دعوت کا یہ اسلوب بھی احسن اسلوب ہے کہ دعوت کے لیے مشترکہ امور کو پیش نظر رکھیں۔ دعوت وتبلیغ کا آغاز ہمیشہ کسی متفق علیہ بات سے شروع کرنا چاہیے کبھی ذاتیات پر وار نہ کریں۔ اسالیب دعوت کے حوالے سے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تذکرہ موجود ہے۔

[1] Al-Baqara, 2:268–269.
[2] Āl ‘Imrān, 3:164.

ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ-"[3]

"اور اللہ کے علاوہ یہ جن کو ندا دیتے ہیں، تم انہیں گالی گلوچ نہ دو کہ اس کے باعث میں وہ لاپرواہی میں حد سے بڑھ کر کے اللہ کو گالیاں نہ دینے لگ جائیں۔"

ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا-"[4]

"آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ! اے اہل کتاب ایسی بات کی جانب آ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔"

رسول اکرم ﷺ نے جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو دیگر قوموں کی جانب دعوت و تبلیغ کے لیے مبعوث فرمایا، ان کی تربیت پر بالخصوص توجہ دی اور خاص طور پر ان باتوں کا خاص اہتمام فرمایا:

i. جو صحابیؓ جس قوم کی جانب روانہ ہو تو وہ اس قوم کی زبان سے بخوبی واقفیت رکھتا ہو۔
ii. وہ ان کے کلچر اور رسم و رواج سے واقفیت رکھتا ہو۔
iii. وہ ان کے مذہب سے جس کو وہ مانتے ہیں اچھی طرح آگاہ ہو۔
iv. یہ کہ وہ اس سرزمین کے پورے جغرافیہ اور حدود اربعہ سے بھی مکمل واقفیت رکھتا ہو۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور شاہ مصر کے مابین ہونے والی گفتگو:

ابن اثیر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ اور شاہ مصر کے مابین ہونے والی گفتگو کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب شاہ مصر نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ اگر تمہارے صاحب اللہ کے رسول ہیں تو پھر تمہارے نبی ﷺ نے اس وقت اپنی قوم کے خلاف بددعا کیوں نہیں کی جب ان کو ان کے اپنے شہر سے نکالا؟ تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی نسبت تو آپ خود کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول تھے پھر جب ان کو ان کی قوم نے سولی دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے انکو بددعا کیوں نہ دی؟ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ مقوقس اس برجستہ جواب سے بڑا متاثر ہوا اور کہنے لگا:

" احسنت! انت حکیم جاء من عند حکیم-"[5]

"تم نے اچھا جواب دیا تم حکیم ہو اور حکیم کے پاس سے آئے ہو۔"

اسالیب دعوت کو موثر بنانے میں غیر مسلموں سے تعاون اور مشترک امور میں مل جل کر کام کرنے کی منصوبہ بندی بھی ضروری ہے۔ دین اسلام ساری انسانیت کا خیر خواہ اور ہمدرد ہے اور یہ دین اسلام اللہ تعالی کا ہے اور اس کے پیغمبر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان مشترک امور کے باعث یہ روابط میل جول بڑھیں گے۔ ایک دوسرے کو سمجھنے، غلط فہمیوں کو رفع کرنے کا موقع ملے گا اور لوگوں کی اصلی عکس سامنے آئے گا کہ یہ لوگوں کے حقیقی خیر خواہ ہیں، جس سے اسالیب دعوت کے امور میں کافی حد تک مدد ملے گی۔[6]

2. عملی تربیت و تطبیق کے ذریعے:

اسالیب دعوت میں عملی تربیت و تطبیق کو بہت نمایاں مقام حاصل ہے کیونکہ دعوت کا بہترین اسلوب یہی ہے کہ داعی خود بھی جس چیز کی دعوت دے رہا ہو اس پر عمل پیرا ہو کیونکہ اس کا باعمل ہونا دوسرے لوگوں کی زندگی پر اثرانداز ہو گا اسی طرح اگر ہم سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو یہ بات

---

[3] Al-An'ām, 6:108.
[4] Āl 'Imrān, 3:64.
[5] Ibn Athīr, Abū al-Ḥasan 'Alī ibn Abī Bakr, *Asad al-Ghāba* (Bayrūt: Dār Iḥyā' at-Turāth al-'Arabī), 1:362.
[6] Maḥmūd Aḥmad Ḥusaynayn, *Sīrat Rasūl (ﷺ) kī Rawshnī mēn Da'wat Dīn kā Ṭarīqa, Aik Taḥqīqī Mutāla'a*, 35.

واضح ہوتی ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی زندگی دوسروں کے لیے بہترین نمونہ تھی اور یہی وجہ کے لوگ آپ سے متاثر ہوتے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ منبر پر کھڑے ہو کر نماز کا طریقہ سکھایا اور سجدہ کرنے کے لیے منبر سے نیچے تشریف لائے اور سجدہ کر کے دیکھا۔

حدیث مبارکہ ہے:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي۔" [7]

"میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے منبر پر نماز پڑھی اور اسی پر موجود رہتے ہوئے اللہ اکبر کہا، پھر منبر پر ہی رکوع کیا، پھر الٹے پاؤں نیچے اترے، حتیٰ کہ آپ نے منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر واپس منبر پر لوٹ گئے، پھر جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اطاعت کرو اور میرا طریقہ نماز جان سکو۔"

تحریر کے ذریعے:

اگر آپ میں لکھنے کی قابلیت موجود ہے، آپ اپنی تحریر کے ذریعے دین اسلام کی بات کو بہترین اسلوب میں دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں تک عمدہ انداز میں پہنچا سکتے ہیں تو اس اسلوب کو اختیار کریں اور تصنیف تالیف اور متعدد ذرائع سے انسانوں تک دعوت دین پہنچائیں۔[8]

حدیث مبارکہ ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هَذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" [9]

"جب مکہ فتح کروا دیا تو رسول اکرم ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی تمہید کے بعد ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے فیل کے لشکر کو مکہ مکرمہ سے منع کر دیا تھا، لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کروا دیا۔ دیکھو! یہ مکہ مکرمہ مجھ سے پہلے کسی بھی انسان کے لیے حلال نہیں ہوا تھا (یعنی وہاں لڑائی جھگڑا) اور میرے لیے بھی صرف یوم کے تھوڑے سے حصے میں ٹھیک ہوا۔ اب میرے بعد کسی کے لیے ٹھیک نہیں ہو گا۔ پس اس کے

[7] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Jumuʿa, Bāb Khuṭba ʿalā al-Minbar, Ḥadīth no. 917.
[8] Ṣuhaib Aḥmad Mīr Muḥammadī, *Daʿwat Dīn kay Bunyādī Uṣūl* (2021), 132.
[9] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb fī al-Luqṭa, Bāb Kayf Tuʿraf Luqṭat Ahl Makka, Ḥadīth no. 2434.

شکار نہ کیے جائیں اور نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں۔ یہاں کی گری ہوئی شے صرف اس شخص کے لیے حلال ہوگی جو اس کا اعلان کرے۔ جس کا کوئی فرد قتل کیا گیا ہو اسے دو امور کا اختیار دیا گیا ہے یا (قاتل سے) فدیہ (مال) لے لے، یا نفس کے بدلے نفس۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! اذخر کاٹنے کی اجازت ہو، کیونکہ ہم اسے اپنی قبور اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔ پھر ابو شاہ یمن کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا، یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے یہ خطبہ تحریر کروا دیجئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم ارشاد فرمایا کہ ابو شاہ کے لیے یہ خطبہ تحریر کر دو۔ میں نے امام اوزاعی سے دریافت کہ اسکا کیا مطلب ہے کہ "میرے لیے اسے تحریر کروا دیجئے" تو انہوں نے جواب دیا کہ وہی خطبہ مراد ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (مکہ میں) سماعت کیا تھا۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ابو بکر بن حزم کو خط تحریر کیا کہ: "دیکھو! جو رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں انہیں کسی شے پر تحریر کر لو، اس لیے کہ مجھے علم مٹ جانے اور علماء کرام کے ختم ہو جانے کا ڈر لاحق ہے۔"[10]

حدیث مبارکہ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔"[11]

"اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو لوگوں سے چھین لے گا۔ بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کرام کو موت دے کر علم کو اٹھالے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا امام و پیشوا بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جوابات دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

3. مدعو قوم کی نفسیات، نظریات اور رجحانات سمجھنے کی ضرورت:

غیر مسلم قوموں کے سامنے اسلام کو احسن انداز میں پیش کرنے کے لیے امت مسلمہ کے لیے لازمی ہے کہ وہ ان کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین اسلام کو عصر حاضر کے جدید اسلوب (Modern Style) تکنیک اور زبان میں پیش کرنے کی باقاعدہ طور پر تعلیم و تربیت حاصل کریں تاکہ اسلام اپنی فطری تعلیمات اور اصولوں کی وجہ سے انہیں متاثر کر سکے۔ دعوت دین، عقیدہ، مسائل شرعیہ وغیرہ پیش کرنے کے وقت سامعین کی ذہنی قابلیت اور اس کے علم و سمجھ کی رعایت لازما کریں، دوسرے افراد سے ان کے علم و فہم کے مطابق گفتگو کا انداز اختیار کریں۔ دعوت دین کا اسلوب یہ ہے کہ داعی مخاطب کی ذہنی استعداد کا خیال رکھتے ہوئے اس اپنی دعوت پیش کرے۔ اگر ان کی نفسیات و نظریات کو نظر انداز کر کے منطقی استدلال اور فلسفیانہ بحث شروع کر دے یا کسی صاحب علم اور دانشور شخص کو دعوت دین دیتے وقت گفتگو کا غیر علمی اور غیر عقلی اسلوب اختیار، تو اس صورت میں دعوت کے باثر ہونے کی امید رکھنا فضول ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"حَدِّثُوا النَّاسَ، بِمَا يَعْرِفُونَ۔"[12]

"لوگوں سے ان کے عقل و فہم کے مطابق گفتگو کرو۔"

---

[10] Ṣuhaib Aḥmad Mīr Muḥammadī, *Daʿwat Dīn kay Bunyādī Uṣūl*, 134.

[11] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Kayf Yuqbaḍ al-ʿIlm, Ḥadīth no. 100.

[12] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 127.

رسول اکرم ﷺ دعوت دین کے وقت مخاطب کی نفسیات کا لحاظ رکھتے تھے۔ اس لیے ہر فرد رسول اکرم ﷺ سے مطمئن ہوتا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ مخاطب کی نفسیات، نظریات اور رجحانات کا بھی خیال رکھتے ہوئے بہترین مثالوں اور روزمرہ کے مشاہدوں سے اس طریقے سے استدلال فرماتے کہ بات مخاطب کے قلب و ذہن میں اترتی چلی جاتی۔ سیرت طیبہ ﷺ میں متعدد مثالیں موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے سامعین کی ذہنی استعداد اور نفسیات کا خیال رکھتے ہوئے دعوت دی ہے یعنی رسول اکرم ﷺ نے عوام الناس کی نفسیات و رجحانات کے مطابق ان کے ساتھ (Deal) کیا۔

حدیث مبارکہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ، فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَا أَلْوَانُهَا قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَنَّى ذَلِكَ؟» قَالَ: لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ۔"[13]

"ایک اعرابی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ میری بیوی نے سیاہ بچے کو جنم دیا ہے اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا ان کے رنگ کیا ہیں؟ اس نے کہا: سرخ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ان میں سے کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں سیاہی مائل بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہاں سے آ گیا؟ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! شاید ان کی کہیں اصل نسب میں ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید یہ بھی کہیں اصل نسب میں ہو گا۔"

چنانچہ وہ بدو شخص بالکل مطمئن ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بھی یہی نصیحت فرمائی کہ وہ دوسرے لوگوں کی عقل و فہم اور ذہنی صلاحیت کے مطابق دعوت دیں۔ اسالیب دعوت میں انسانی نفسیات کی اہمیت ہے اور داعی کے لیے نفسیات کا ماہر ہونا کس قدر اہم ہے۔

امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جس طرح بیج کی نشو و نما پانے کے لیے تنہا بیج کی صلاحیتوں پر ہی نظر نہیں رکھنی پڑتی، بلکہ زمین کی آمادگی و مستعدی اور فصل و موسم کی سازگاری و موافقت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے، اسی طرح کلمۂ حق کی دعوت میں مجرد حق کی فطری خوبیوں پر ہی اعتماد نہیں کر لینا چاہیے، بلکہ یہ بھی بغور مشاہدہ کرنا چاہیے کہ جن لوگوں کے سامنے وہ حق پیش کیا جا رہا ہے، دعوت کے وقت نفسیاتی نقطہ نظر سے ان کی صورت کیا ہے۔ زمینوں کی طرح ارواح اور قلوب کے بھی موسم ہوتے ہیں اور ایک داعی کا فرض ہے کہ ان موسموں سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو۔ جس طرح ایک کسان زمین کی فصلوں اور موسموں کو پہچانتا ہے اور اسی وقت ہی بیج ڈالتا ہے جب موسم سازگار ہو۔ جو لوگ اس اصولوں کی مخالفت کرتے ہیں، خواہ اپنی سادگی اور بھولے پن کی وجہ سے، یا اس خیال سے کہ حق اپنی ذاتی کشش سے خود بخود دلوں میں جگہ بنا لے گا، اس کے لیے کسی اہتمام کی کوئی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنی اس کوتاہی کی سزا اپنی دعوت کی ناکامی کی صورت میں پاتے ہیں اور ان کی نیک نیتی ان کی اس بے تدبیری اور غفلت ولاپرواہی کے نتائج سے ان کو بالکل نہیں بچا سکتی، جو مخاطب کی نفسیات کی رعایت کے باب میں ان سے صادر ہوئی ہوتی ہے۔"[14]

اگر داعی لوگوں کی نفسیات، ذوق، مزاج اور ان کے جذبات و میلانات کی رعایت نہ کر سکے تو اس چیز کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں کہ لوگ اس کی باتوں کو سنیں اور ان پر توجہ دیں۔ بلکہ اکثر و بیشتر تو ایسا ہو گا کہ وہ ان کے اندر کوئی دلچسپی اور شوق پیدا کیے بغیر انھیں اکتاہٹ اور بیزاری کا شکار بنا دے گا اور لوگ اس کے قریب ہونے کی بجائے دور رہنے کو زیادہ پسند کریں گے۔[15]

---

[13] Muḥammad ibn Ismā‘īl al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 5305.
[14] Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan, *Da‘wat Dīn aur us kā Ṭarīqa Kār* (Lāhawr: Fārān Foundation), 133.
[15] In‘ām ar-Raḥmān, Professor, *Ṣaḥāba Kirām kay Uslūb Da‘wat mēn Insānī Nafsiyyāt kā Liḥāẓ* (Al-Sharī‘a Academy: Jild 14, Shumāra 8, August 2003), 6.

4. اصول تدریج کی تلقین:

رسول اکرم ﷺ کی دعوتی حکمت عملی کا ایک اصول (اصول تدریج) ہے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے تدریج کے اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ اسی بناء پر (۱۳) سالہ مکی دور میں صرف ارکان اسلام کی دعوت دی گئی اور دوسرے احکام مدنی دور میں رفتہ رفتہ دیے گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے ہمیشہ اسالیب دعوت و تبلیغ میں تدریج کے اصول کا خیال رکھا اور دوسرے مبلغین اسلام کو بھی اصول تدریج کی تلقین فرمائی۔ حکمت و تبلیغ کے ضمن میں داعی کا فرض ہے کہ تدریج کے پہلو کو نظر انداز نہ کرے۔ تدریج کا مطلب یہ ہے کہ (داعی یکبارگی شریعت کے تمام احکامات کا بوجھ مخاطب کی گردن پر نہ لاد دے بلکہ آہستہ آہستہ اس کے سامنے سارے احکام پیش کرے۔) تدریج کا یہ اصول فرد اور قوم دونوں کے لیے اہم ہے۔ دین ایک نظام ہے اور اگر اس نظام کو حکیمانہ انداز سے پیش نہ کیا جائے تو مطلوبہ نتائج بر آمد نہیں ہوسکتے۔ اسی حقیقت کی طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

> "أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا۔"[16]
>
> "قرآن مجید میں سب سے پہلے جو چیز نازل کی گئی، وہ مفصل سورتوں میں سے ایک سورۃ ہے، جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ دین اسلام کے دائرے میں آگئے تب حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر بالکل شروع میں ہی حکم آجاتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے اور اگر یہ حکم دیا جاتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم ہرگز زنا نہ چھوڑیں گے۔"

اس حدیث کے مطابق اگر متناعی احکام آجائے تو لوگوں پر گراں گزرتے اور تعمیل میں تامل بلکہ انکار ممکن تھا۔ درحقیقت انسانی نفسیات کے مطابق آسانی سے مشکل کی طرف جانا زیادہ موثر ہوتا ہے۔[17] اصول تدریج میں داعی احکام کی ترتیب کیا رکھے گا؟ اس کی وضاحت بھی خود خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے فرمادی کہ سب سے پہلے توحید و رسالت کی دعوت دی جائے، اس کے بعد عبادات، عبادات میں بھی اہم پھر اہم کے اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ" کو جب یمن دعوت و تبلیغ کے لیے بھیجا تو ان کو اسی اصول تدریج کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین فرمائی۔

حدیث مبارکہ ہے:

> "إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ۔"[18]
>
> "تم عنقریب اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس پہنچو گے۔ جب تو ان کے پاس پہنچے تو سب سے پہلے انہیں یہ دعوت دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ اس میں تیری اطاعت و فرمانبرداری کرلیں تو ان کو بتاو کہ اللہ نے ان کے لیے دن رات کی پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور پھر وہ جب تیری باتیں مان لیں تو ان کو بتاو اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے۔ یہ صدقہ ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے

[16] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 4993.
[17] Maḥmūd Aḥmad Ḥusaynayn, *Sīrat Rasūl (ﷺ) kī Rawshnī mēn Daʿwat Dīn kā Ṭarīqa, Aik Taḥqīqī Mutālaʿa*, 36.
[18] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 4347.

غریبوں کو دیا جائے گا اور جب وہ اس کو تسلیم کر لیں تو دیکھو چن چن کر ان کا عمدہ مال نہ لے لینا اور ہاں مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔"

لہذا داعی کو یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ دعوت تدریجا پیش کرے، یکبارگی تمام دعوت پیش نہ کرے بلکہ اہم وبنیادی مسائل کی طرف توجہ دے۔ دعوت اسلام کے سلسلے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے مزاج میں خیر پسندی اور خیر خواہانہ جذبات کے فروغ کی کوشش کی جائے۔

5. رفق ونرمی کی تلقین:

دعوت دین کے لیے رفق ونرمی، شفقت اور مہربانی نہایت مفید ہے۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا ایک اصول "قولین لین" یعنی نرم بات ہے۔ شفقت ونرمی نیک طبع لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے۔ رفق ونرمی سے انسان دوسروں کا دل موہ لیتا ہے۔ مشفقانہ رویہ سے لوگ قریب ہوتے ہیں۔ جب کہ سختی اور تلخی سے شر پیدا ہوتا ہے۔ دوری ونفرت سے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ کے اندر یہ خوبصورتی موجود تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی اپنے اخلاق اور شرینی گفتار سے اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔[19]

ارشاد ربانی ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ۔"[20]

"(اے حبیب والا صفات) پس اللہ کی رحمت کیسی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم طبع ہیں، اور اگر آپ تند خو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے۔"

عام معاشرتی زندگی میں بھی سخت دلی اور بے مروتی سے دلوں میں فاصلے بڑھ جاتے ہیں تو دعوت میں رفق ونرمی اور شفقت کی اہمیت اور زیادہ ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

"فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ۔"[21]

"نرمی اختیار کیا کرو، بلاشبہ نرمی جس چیز میں بی ہو وہ اسے مزی اور خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔"

دعوت دین کے لیے رفق ونرمی کا عنصر پایا جانا ضروری ہے۔ داعی دعوت کا کوئی بھی اسلوب اختیار کرے، جب تک وہ مخاطب سے رفق ونرمی اور خیر خواہی کے جذبہ سے بات نہیں کرے گا، اس کی دعوت موثر نہیں ہوگی۔ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو اپنے بدترین مخالفین سے بھی رفق ونرمی سے گفتگو کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ جب اللہ تعالی نے حضرت موسی وہارون علیہ السلام کو فرعون جیسے باغی کے سامنے پیغام ربانی لے کر جانے کا حکم دیا تو یہ ہدایت فرمائی۔

ارشاد ربانی ہے:

"اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ۔"[22]

"تم دونوں فرعون کے پاس جاو۔ اس نے سرکشی کی ہے تو اس سے نرم گفتگو کرنا، شاید وہ نصیحت قبول کرے یا (اللہ سے) ڈرے۔"

---

[19] Maḥmūd Aḥmad Ḥusaynayn, *Sīrat Rasūl (ﷺ) kī Rawshnī mēn Daʿwat Dīn kā Ṭarīqa, Aik Taḥqīqī Mutālaʿa*, 37.
[20] Āl ʿImrān, 3:159.
[21] Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abū Dāwūd*, Ḥadīth no. 4808.
[22] Ṭāha, 20:43–44.

دعوت و تبلیغ میں رفق ونرمی کی اس سے بہتر کوئی مثال نہیں ہوسکتی کہ نہ انبیاء سے بہتر کوئی داعی ہو سکتا ہے اور نہ فرعون سے بڑھ کر کوئی سرکش اور باغی ہو سکتا ہے۔ اگر ایسے مجرم کے سامنے وعظ ونصیحت کرتے وقت نرمی اختیار کرنے کا حکم ہے تو عام مجرم اور گمراہ لوگوں سے تو کہیں بڑھ کر نرمی اختیار کرنی چاہیے۔[23]

6. صبر واستقامت:

داعی کو چاہیے کہ اپنی دعوت پر اس پر ہونے والے اعتراضات پر اور دعوت کے دوران پیش آمدہ مصائب پر صبر کرنے والا ہو۔ اگر داعی لوگوں کی طعن تشنیع سن کر ہمت ہار کر بیٹھ جائے تو گویا اس نے باطل کو غالب کرنے اور حق کو مغلوب کرنے میں تعاون کیا جو اللہ کے ہاں سخت گرفت کا سبب ہو گا۔ کائنات میں سب سے زیادہ پاک اور قدسی افراد جن کے اخلاق و کردار کا کوئی ثانی نہیں، جب ان کو اسالیب دعوت و تبلیغ کی وجہ سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا اور اس طرح کے کئی مصائب سے وچار ہونا پڑا تو دوسرے افراد اس سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اہل طائف کے ظلم وستم اور ان کی تعدی کے باوجود یہ کہہ کر ان کو معاف کر دیا کہ اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو مجھے یہ امید ہے کہ ان کی اولاد ضرور ان سے بہرہ ور ہو گئی۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں نے آپ ﷺ کو لہولہان دیکھ کر مشرکین کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" **اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون**۔" "اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کیوں کہ وہ نہیں جانتے۔" اسی طرح مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے آنے والے قریشی کمان دار اعظم ابو سفیان کا گھر فتح مکہ کے دن دار الامن بنا دیا گیا۔ اور اس کی بیوی کو غزوہ احد میں کفار مکہ کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے کے لیے جذباتی اشعار گائے تھے اور جس نے سید الشہد احضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ کیا تھا امن دے دیا گیا۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کو بھی معافی مل گئی۔ آپ ﷺ ک قتل کرنے کے لیے عمیر بن وہب جیسے شخص کو بھیجنے والے صفوان بن امیہ کو چار ماہ کی مہلت عطا کر دی گئی۔ الغرض ہر ایک دشمن اسلام کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا جو انسانی جذبوں کے بالکل برعکس تھا۔ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے اسی طرز عمل نے حساس قریشیوں کے دل موہ لیے اور وہ مشرف بااسلام ہو گئے۔[24]

7. اخلاق حسنہ:

اخلاق حسنہ کا انسانی زندگی پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے، انسانی زندگی کا کوئی موڑ ایسا نہیں جہاں حسن اخلاق کی ضرورت نہ ہو، لیکن بالخصوص اسالیب دعوت میں اس کی ضرورت واہمیت کا انکار ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ آپ ﷺ اور آپکے اصحابؓ کی زندگیاں حسن اخلاق کی بدولت ہی آج روش روشن کی طرح عیاں ہیں۔ تاریخ ان کے اخلاق حسنہ کی بدولت مختلف واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہ قیامت تک کے لیے ہر داعی کے لیے مشعل راہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"**وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ**۔"[25]

"بے شک آپ ایک اعلی اخلاق کے مالک ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر دو طرح سے ہو سکتی ہے:

i. نبی کرم ﷺ کی ذات مقدسہ عظیم اخلاق سے موصوف ہے۔

ii. آپ ﷺ جس شریعت، منہج، اسلوب اور معاملات ورویے پر گامزن تھے وہ خلق عظیم تھا۔

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ اسالیب دعوت میں سب سے موثر ترین چیز اخلاق حسنہ ہیں، داعی کے لیے ضروری ہے کہ میدان دعوت میں اترنے سے پہلے امکانی حد تک اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کر چکا ہو۔

---

[23] Muḥammad Akram, *Da'wat Dīn kā Ḥikmat Āmēz Uslūb*, 14.

[24] Maḥmūd Aḥmad Ḥusaynayn, Dr., *Sīrat Rasūl (ﷺ) kī Rawshnī mēn Da'wat Dīn kā Ṭarīqa, Aik Taḥqīqī Mutāla'a* (Volume 5, Issue 2, 2022), 39.

[25] Al-Qalam, 68:4.

حدیث مبارکہ ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ۔"[26]

"قیامت کے دن آدمی کے ترازو میں حسن اخلاق سے بڑھ کر وزنی اور کوئی عمل نہیں ہو گا اور بے شک اللہ تعالی فحش گو اور بدزبان آدمی کو ناپسند کرتا ہے۔"

انبیاء کرام علیہ السلام نے سب سے پہلے اخلاق حسنہ کے ذریعے لوگوں کے دعوں کو متاثر کیا۔ یہی وجہ تھی کہ مخالفین شدید مخالفت کے باوجود ان کی بات سننے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

حدیث مبارکہ ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔"[27]

"مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اعلی ہو۔"

داعی کو عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے، تاکہ یہ عوام الناس میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے، ورنہ بے دین لوگ داعی پر مختلف قسم کے الزام عائد کر کے دعوت کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں، حسن کی وجہ سے پروپیگنڈا کرتے ہیں اور ان کے اس مرض کا علاج حسن اخلاق ہے اور جہلاء سے اجتناب ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔"[28]

"جب جہلا سے واسطہ پڑ جائے تو سلام کر کے جان چھڑا لیا کرو (ان سے زیادہ بحث و مباحثہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے)۔"

آپ ﷺ نے اپنے مخالفین کو سب سے زیادہ عفو درگزر اور حسن خلق سے متاثر کیا۔ اسالیب دعوت میں کوئی بھی ایسی خوبی نہیں جو حسن اخلاق سے بڑھ کر ہو اور حسن معاشرت سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جس سے لوگوں کو گرویدہ کیا جائے۔ اچھے اخلاق کو پسند کرنا انسانی فطرت ہے، خواہ وہ کافر کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بد اخلاقی کو ناپسند کرنا اور بد اخلاق سے دور رہنا بھی انسانی مزاج میں شامل ہے، خواہ وہ کتنا بڑا شخص ہی کیوں نہ ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ۔"[29]

"اگر تم تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے بھاگ جاتے۔"

حسن اخلاق انسان کا تاج اور معنوی حسن ہے۔ خوش اخلاق داعی لوگوں کو اپنی خوش مزاجی سے اپنا گرویدہ بنالیتا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو خوش اخلاقی سے کفر اور باطل کی دعوت بھی مقبول بنالیتے ہیں اور بعض اوقات صحیح دعوت کو صرف داعی کی بد اخلاقی کی بنیاد پر مسترد کر دیا جاتا ہے۔ حسن اخلاق کے بغیر کوئی بھی قوم اور نہ کوئی معاشرہ ترقی کر سکتا ہے۔ اگر عقیدہ اور ارکان اسلام معاشرے کی تعمیر میں اینٹوں کی حیثیت

[26] Abū ʻĪsā Muḥammad ibn ʻĪsā at-Tirmidhī, *Jāmi‘ Tirmidhī*, Ḥadīth no. 2002.
[27] Sulaymān ibn al-Ash‘ath, *Sunan Abū Dāwūd*, Ḥadīth no. 4682.
[28] Al-Furqān, 25:63.
[29] Āl ‘Imrān, 3:159.

رکھتے ہیں تو اخلاق اس سمینٹ ہے۔ داعی ایسے حکیمانہ انداز اور پر حکمت اسلوب سے آراستہ ہو کہ حق بات کو بڑے احسن انداز میں پیش کر سکے اور اپنی پر تاثیر شخصیت کے ذریعے مدعو پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا طریق کار تھا۔[30]

8۔ اسالیب دعوت کا بنیادی اصول (براہ راست تبادلہ خیال):

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسالیب دعوت میں تاثیر اور قوت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب پیغام کی زبان آسان، نرم اور قابل فہم ہو، ہم زبانی سے انسیت میں اضافہ ہوتا ہے، اجنبیت دور ہو جاتی ہے اور گفتگو کا مقصد آسانی سے سمجھا یا جاسکتا ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو دوسری قوموں کی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا، آپ ﷺ نے زید بن ثابتؓ زبان سیکھنے کا حکم دیا ، تا کہ یہود سے انہی کی زبان میں گفتگو کی جاسکے اور انہی کی زبان میں ان کے خطوط کو جواب دیا جاسکے۔

حدیث مبارکہ ہے:

> "جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا، فَادَّعَيَاهُ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! –وَرَطَنَتْ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ–، زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اسْتَهِمَا عَلَيْهِ –وَرَطَنَ لَهَا بِذَلِكَ۔"[31] "ایک ایرانی عورت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں استغاثہ لے کر آئی کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب مجھ سے میرا بیٹا بھی چھنتا ہے اس عورت نے یہ ساری گفتگو فارسی زبان میں کی اور ابو ہریرہؓ نے بھی اس سے اسی زبان میں گفتگو کی اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بچہ عورت کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے دوسری قوموں کی زبانیں صرف اس غرض سے سیکھ رکھی تھی تاکہ ان سے براہ راست تبادلہ خیال کر کے ان کے مسائل کو حل کیا جاسکے۔ بعض روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کے بعض اجزاء کا دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی کیا تھا تا کہ عربی زبان سے ناواقف لوگ اسلام کی حقیقی روح اور تعلیمات سے محروم نہ رہ جائیں۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

> "بیان کیا جاتا ہے کہ بعض نو مسلم ایرانیوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کی خدمت میں لکھا کہ ان کے لیے سورۃ الفاتحہ کو فارسی میں نقل کر دیا جائے، چنانچہ وہ لوگ (اسی ترجمہ کو) نماز میں پڑھتے تھے یہاں تک کہ وہ عربی سیکھ گئے۔"[32]

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور بڑے فقیہ نے اپنی کتاب "النہایۃ حاشیۃ الھدایۃ" میں مزید تفصیل سے درج کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے یہ کام انجام دیا اور ان کے ترجمے کا ایک جز بھی نقل کیا ہے، "بنام خداوند بخشایندہ و مہربان" "یہ" بسم اللہ "کا ترجمہ ہے۔[33] شاہان عالم کی طرف بھیجے جانے والے نبوی سفراء کا معجزانہ طور پر انہیں قوموں کی زبان میں گفتگو کرنے لگ جانا بھی دعوت و تبلیغ میں زبان کی یکسانیت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔[34] سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کو دعوت دینے کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باقاعدہ تربیت فرمائی۔ جن صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ نے مختلف

---

[30] Shawkat ʻAlī Shawkānī, *Manhaj Daʻwat Nabawī* (ﷺ), 191.
[31] Sulaymān ibn al-Ashʻath, *Sunan Abū Dāwūd*, Kitāb aṭ-Ṭalāq, Bāb Man Aḥaqqa bil-Walad, Ḥadīth no. 2277.
[32] As-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl, *Al-Mabsūṭ*, Kitāb aṣ-Ṣalāt (Bayrūt: Dār al-Maʻrifa, 1398 AH/1978), 1:37.
[33] Ḥamīd Allāh, Dr., *Ṣaḥīfa Hammām ibn Munabbih* (Karāchī: Rashīd Allāh Yaʻqūb Clifton, 1418 AH/1998), 193.
[34] Ibn Saʻd, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad, *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Bayrūt: Dār Ṣādir, 1405 AH/1985), 1:258.

قوموں کی طرف داعی اور مبلغ بنا کر روانہ فرمایا اس میں بھی یہ چیز آپ ﷺ کی حکمت عملی کے پیش نظر رہی کہ وہ مبلغ اسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں بصورت دیگر وہ اس قوم کی زبان، رسم ورواج اور (Culture) سے آگاہ ہوں۔

9. عاجزی اختیار کرنا اور لوگوں سے مل جل کر رہنا:

ایک داعی لوگوں کے ہاں جتنا پسندیدہ ہو گا اس قدر اس کی دعوت مقبول ہو گی، اس کے گرد لوگوں کا اجتماع زیادہ ہو گا۔ آپ ﷺ کی دعوت کا اسلوب یہ تھا کہ اس میں حسن سلوک اور خاطر تواضع کی انتہا تھی لوگ بلا خوف وبلا تردد اپنے مسائل دریافت کر رہے ہیں، اور آپ ﷺ ان کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ۔"[35]

"اپنی رحمت کے بازو مومنین کے لیے پھیلائے رکھو۔"

انکساری اور عاجزی کے سوا کوئی بھی چیز داعی کو لوگوں کا گرویدہ نہیں بناتی، اسی لیے اللہ نے اس کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور تکبر کو حرام قرار دیا ہے۔ انکساری لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے سے پیدا ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالی نے اس کا حکم دیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔"[36]

"آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رکھو جو صبح وشام اپنے رب کی رضا جوئی چاہتے ہیں اور اس کو پکارتے ہیں اور آپ کی نگاہیں دنیا کی زینت کی خاطر ان سے ہٹنے نہ پائیں۔"

ارشاد ربانی ہے:

"وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا۔"[37]

"اور لوگوں سے بے رخی نہ کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔"

ایک دفعہ آپ نے ایک نابینا صحابی کی آمد کو نامناسب خیال کیا تو اللہ تعالی نے وحی نازل فرمائی۔

ارشاد ربانی ہے:

"عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ۔"[38]

"اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا، اس لیے کہ اس کے پاس اندھا آیا۔"

جس کے بعد آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ عجز وانکساری آپ کی ذات مقدسہ پر ختم تھی۔ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے سے لوگوں کے مسائل کا پتا چلتا ہے، حالات سے آگاہی رہتی ہے۔ لوگوں کی ضروریات کا پتا چلتا ہے اور یہ چیز دعوت کو جس قدر مضبوط کرتی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ انبیاء کرام علیہ السلام کا یہی طریقہ رہا ہے، لوگوں میں گھل مل کر رہتے، غیر شادی شدہ کی شادی کرواتے، مریض کی عیادت کرتے، فوت شدہ کا جنازہ پڑھتے، غریب کی مدد کرتے، مریض اگر غیر مسلم یا دشمن بھی ہوتا پھر بھی اس کی عیادت کرتے حتی کہ آپ نے ایک یہودی بچے کی عیادت کی اور وہ فوت ہونے سے قبل مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے اسے جہنم سے بچا لیا ہے۔[39]

---

[35] Al-Ḥijr, 15:88.
[36] Al-Kahf, 18:28.
[37] Luqmān, 31:18.
[38] ʻAbasa, 80:1–2.
[39] Shawkat ʻAlī Shawkānī, *Manhaj Daʻwat Nabawī (ﷺ)*, 186.

10. صبر و بردباری:

جس طرح داعی کے لیے علم ضروری ہے اسی طرح صبر و تحمل بھی ضروری ہے۔ اگر بصیرت داعی کے لیے ضروری ہے جو اس کی دعوت کا نور ہے تو حلم و بردباری اس کا زادِ راہ ہے۔ جس طرح زادِ راہ کے بغیر سفر ممکن نہیں اسی طرح بردباری کے بغیر اسالیب دعوت کا کام ممکن نہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔"[40]

"اے چادر لپیٹنے والے! اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے رب کے لیے صبر کر۔"

حدیث مبارکہ ہے:

"وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔"[41]

"کسی شخص کو صبر سے بہتر کوئی انعام نہیں ملا۔"

صبر کا مطلب یہ بھی ہے کہ لوگوں سے انتقام نہ لیا جائے، تنگ آ کر انہیں چھوڑا نہ جائے، ناکامی دیکھ کر ناامید نہ ہو۔ ہر حال میں استقامت اختیار کرے۔ دعوت کی قبولیت میں بھی اس کا بڑا عمل دخل ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

" وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔"[42]

"اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یہ بہت بڑا کام ہے۔"

صبر کے بغیر جلد بازی سے دعوت کو نقصان ہوتا ہے اور دعوت پسپا ہو جاتی ہے۔ اگر داعی انتقام پر اتر آئے تو یہ دعوت کے لیے خطرناک ہے۔ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

"وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔"[43]

"نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر اور جو بھی تکلیف آئے اس پر صبر کر، بے شک یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی یہی حکم دیا۔

ارشاد ربانی ہے:

"فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ۔"[44]

"اپنے رب کے حکم تک صبر کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاو۔"

کیونکہ حضرت یونسؑ انوار تجلیات سے نکل کر مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے۔ جو شخص بھی دعوت دین میں صبر و تحمل کی بجائے سختی، ہٹ دھرمی، مقابلہ بازی کی کوشش کرتا ہے ناکامی کی صورت میں بھیانک نتائج کا سامنا کرتا ہے دعوت میں تمام انبیاء کا یہی اسلوب رہا ہے، کسی نبی نے اپنی قوم سے انتقام نہیں لیا اور نہ ہی مادی طاقت کا استعمال کیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔"[45]

"تم بھی اسی طرح صبر کرو جس طرح صاحب عزم رسولوں نے صبر کیا۔"

---

[40] Al-Muddaththir, 74:1–3.
[41] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 1469.
[42] Āl ʿImrān, 3:186.
[43] Luqmān, 31:17.
[44] Al-Qalam, 68:48.
[45] Al-Aḥqāf, 46:35.

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کی ایذا رسانی پر (ساڑھے نو سو سال) صبر کیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰؑ، زکریاؑ اور یحییٰؑ نے صبر کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ صبر کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند سال بعد سارا مکہ مسلمان ہو گیا۔ دوس قبیلہ کے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے پھر وہ مسلمان ہو گے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے، انہوں نے واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے مسترد کر دیا۔ یہ لوگ پھر آپ ﷺ کے پاس آئے، کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! ہماری قوم نے دعوت کو مسترد کر دیا ہے، آپ ان کے لیے بد دعا کریں۔ یہ سن صحابہ نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے بد دعا کر دی تو اس قوم کا کچھ نہیں رہے گا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا: "اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ"[46] اے اللہ! دوس قبیلے کو ہدایت عطا فرما اور انہیں میرے پاس پہنچا دے۔" اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوس قبیلہ بہت جلد اسلام میں آ گیا۔

حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهِ لَيُتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوْ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ۔"[47]

"حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں موجود تھے، ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے لیے مدد کی دعا کریں آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک شخص کو گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا تھا اور اس کے جسم پر آرا چلا کر اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا لیکن وہ پھر بھی دین کو نہ چھوڑتا، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا جب ایک مسافر صنعاء سے حضر موت تک سواری پر سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو گا، تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔"

داعی مستقل مزاج ہونا چاہیے کہ وہ ہر حالت میں ثابت قدم رہے، اپنے مشن کی طرف گامزن رہے اور کسی لحہ بھی سستی اور کاہلی کا شکار نہ ہو۔ دوسری اہم بات جو دعوت اسالیب میں اہم ہے وہ تربیت کا انتظام ہے جس کی عصر حاضر میں اشد ضرورت ہے۔ صبر و تحمل کا فائدہ یہ ہے کہ لوگ داعی سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور لوگ جس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں اس کی دعوت پھیلتی ہے۔

11. موقع محل کی مناسبت سے استدلال:

اسالیب دعوت میں اہم اسلوب یہ ہے کہ موقع کی مناسبت سے استدلال کرتے ہوئے لوگوں سے گفتگو کرے اور سامعین کو متاثر کرے اور اپنا مقصد لوگوں کو ذہن نشین کروائے۔ آپ ﷺ کے اسلوب دعوت کا اہم اصول یہ ہے۔ آپ ﷺ ایک مرتبہ بعد نماز عصر کے خطبہ دے رہے تھے اتنے میں سورج ڈوبنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کا موضوع عالم کی بے ثباتی تھی۔ مکہ کے افراد آپ ﷺ کی صدق و امین ہونے کے قائل تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اپنا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا تو اسی خطبہ کو بنیاد بنا کر ان سے سوال کیا: (کیا تم نے مجھے صدیق یا کذاب پایا؟) ان سب کا ایک ہی جواب تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس طریقے نے بہت سے لوگوں کے قلوب کو مسخر کر روشنی سے لبریز کر دیا۔ یہ خطبہ بڑا جامع مگر قلب میں گھر کر جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کوئی مخبر اپنے اہل و عیال سے جھوٹ نہیں بولتا۔ مع عز و جل اگر میں عالم کے تمام افراد سے کذب بولتا بھی تو تم سے پھر بھی کذب نہ بولتا۔ اگر تمام عوام الناس سے فریب کر بھی لیتا

---

[46] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 2937.
[47] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 3612.

توتم سے کبھی فریب نہ کرتا"[48] رسول اللہ ﷺ نہ تو لمبی تقریر فرماتے کہ لوگ اکتاہٹ کا شکار ہو جائیں اور نہ ہی بے وقت تقریر فرماتے بلکہ آپ ﷺ اختصار سے بھی کام لیتے اور اس بات کو بھی مد نظر رکھتے کہ سامع اس وقت سماعت کا خواہش مند بھی ہے یا نہیں؟ لہذا آپ ﷺ کے خطبات صحت کے ساتھ ہم تک ارسال ہوئے ہیں، اس میں جامعیت واختصار کا نقطہ نظر نمایاں طور پر عیاں ہوتا ہے۔ درحقیقت فطری امر بھی یہی ہے اور اسی میں افراد سہولت محسوس کرتے ہیں۔[49] اسالیب دعوت و تبلیغ کے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے اصولوں میں حسن اخلاق کو اہم مقام حاصل ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔"[50]

"اللہ کی رحمت کے سبب آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے دور ہو جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں۔"

اس لحاظ سے قرآن پاک نے رسول اللہ ﷺ اور مومنین کے طرز عمل کے بارے میں حکم صادر کیا۔

ارشاد ربانی ہے:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔"[51]

"تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔"

خلاصہ کلام:

سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا تکثیری سماج میں کوئی مخصوص اسالیب دعوت نہ تھا بلکہ آپ ﷺ سامعین دعوت کے تبدیل ہونے کے ساتھ ہی اپنی دعوت کا اسلوب بھی بدل لیتے تھے۔ ایک جاہل، ان پڑھ اور اجڈ مخاطب کو دعوت دین دینے کا طریقہ ایک پڑھے لکھے اور شہر کے رہائش پذیر افراد سے الگ ہوتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ ہمارے لیے بے حد مفید بھی ہے اور قابل تقلید بھی کہ آپ ﷺ نے ہمہ وقت سامعین کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھ کر ان کو دعوت کی پیش کش کی۔ اگر ہم سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی زندگی دوسروں کے لیے بہترین نمونہ تھی اور یہی وجہ کے لوگ آپ سے متاثر ہوتے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔ غیر مسلم قوموں کے سامنے اسلام کو احسن انداز میں پیش کرنے کے لیے امت مسلمہ کے لیے لازمی ہے کہ وہ ان کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین اسلام کو عصر حاضر کے جدید اسلوب، تکنیک اور زبان میں پیش کرنے کی باقاعدہ طور پر تعلیم وتربیت حاصل کریں۔ تاکہ اسلام اپنی فطری تعلیمات اور اصولوں کی وجہ سے انہیں متاثر کر سکے۔ اگر داعی لوگوں کی نفسیات، ذوق، مزاج اور ان کے جذبات ومیلانات کی رعایت نہ کر سکے تو اس چیز کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں کہ لوگ اس کی باتوں کو سنیں اور ان پر توجہ دیں۔ داعی یکبارگی شریعت کے تمام احکامات کا بوجھ مخاطب کی گردن پر نہ لادے بلکہ آہستہ آہستہ اس کے سامنے سارے احکام پیش کرے۔) تدریج کا یہ اصول فرد اور قوم دونوں کے لیے اہم ہے۔ دین ایک نظام ہے اور اگر اس نظام کو حکیمانہ انداز سے پیش نہ کیا جائے تو مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ داعی دعوت کا کوئی بھی اسلوب اختیار کرے، جب تک وہ مخاطب سے رفق ونرمی اور خیر خواہی کے جذبہ سے

[48] ʿIzz ad-Dīn ʿAlī ibn Muḥammad Shaybānī, Ibn Athīr, *Al-Kāmil fī at-Tārīkh*, translated by ʿUbayd ar-Raḥmān (Bayrūt: Dār Ṣādir, 1399 AH/1979), 2:24.
[49] https://magazine.mohaddis.com/home/articledetail/3215.
[50] Āl ʿImrān, 3:159.
[51] At-Tawba, 9:128.

بات نہیں کرے گا، اس کی دعوت موثر نہیں ہوگی۔ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو اپنے بد ترین مخالفین سے بھی رفق و نرمی سے گفتگو کرنے کی تلقین فرمائی۔۔ داعی کو عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے، تاکہ یہ عوام الناس میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے، ورنہ بے دین لوگ داعی پر مختلف قسم کے الزام عائد کرکے دعوت کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں، حسن کی وجہ سے پروپیگنڈا کرتے ہیں۔آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسالیب دعوت میں تاثیر اور قوت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب پیغام کی زبان آسان، نرم اور قابل فہم ہو، ہم زبانی سے انسیت میں اضافہ ہوتا ہے، اجنبیت دور ہو جاتی ہے اور گفتگو کا مقصد آسانی سے سمجھایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* As-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl. *Al-Mabsūṭ*. Beirut: Dār al-Ma‘rifa, 1398 AH/1978.
* Ḥamīd Allāh. *Ṣaḥīfa Hammām ibn Munabbih*. Karachi: Rashīd Allāh Ya‘qūb Clifton, 1418 AH/1998.
* Ibn Athīr, Abū al-Ḥasan ‘Alī ibn Abī Bakr. *Asad al-Ghāba*. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, n.d.
* Ibn Athīr, ‘Izz ad-Dīn ‘Alī ibn Muḥammad Shaybānī. *Al-Kāmil fī at-Tārīkh*. Translated by ‘Ubayd ar-Raḥmān. Beirut: Dār Ṣādir, 1399 AH/1979.
* Ibn Sa‘d, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad. *Aṭ-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dār Ṣādir, 1405 AH/1985.
* Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Da‘wat Dīn aur us kā Ṭarīqa Kār*. Lahore: Fārān Foundation, n.d.
* Muḥammad Akram. *Da‘wat Dīn kā Ḥikmat Āmēz Uslūb*. n.p.: n.p., n.d.
* Shawkat ‘Alī Shawkānī. *Manhaj Da‘wat Nabawī (ﷺ)*. n.p.: n.p., n.d.
* Ṣuhaib Aḥmad Mīr Muḥammadī. *Da‘wat Dīn kay Bunyādī Uṣūl*. n.p.: n.p., 2021.